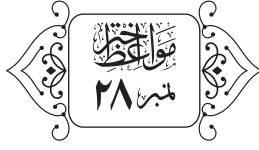


مولانا محمد امجد علی صاحب
۲۸

دنیا سے غنتی



شیخ العرب والعجم
عارف باللہ محمد زمانہ حضرت مولانا شاہ
حکیم محمد سید اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ



دنیا سے رشتی

شَيْخُ الْعَرَبِ عَارِفُ اللَّهِ مُجَرِّدِ زَمَانَةٍ
وَالْعَجَمِ عَارِفُ اللَّهِ مُجَرِّدِ زَمَانَةٍ
حَضْرَتِ مَوْلانا شاہ حکیم محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارۃ النفاختیہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

یہ کتاب ادارہ ہذا سے بلا معاوضہ تحفہ تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے

✻ ✻ یہ انتساب ✻ ✻

اعقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مٹھوپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمّد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

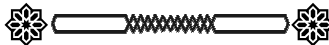
کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

امام محمد خست عفا الله عنہ

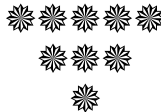
ضروری تفصیل

نام وعظ:	دنیا سے بے رغبتی
نام واعظ:	شیخ العرب والعجم عارف باللہ محمد دزمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ
تاریخ وعظ:	۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز دوشنبہ، بعد مغرب
مقام:	مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی
موضوع:	دنیا کی حقیقت اور اس سے بے رغبتی کا طریقہ، توکل کی شرعی تعریف، حقوق اور آداب شیخ
مرتب:	حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ غلام خاص وغلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ
اشاعت اول:	۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء
اشاعت دوم:	محرم ۱۴۳۸ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۶ء
ناشر:	ادارہ تالیفات اختر یہ
	بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
۶.....	اللہ تعالیٰ کی محبت کے ایک ذرہ کی قیمت
۷.....	قبر میں نیک اعمال فرشتے کی شکل میں ملاقات کریں گے
۸.....	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اللہ کے ساتھ نمک حرامی ہے
۹.....	بد نگاہی سے عبادت کی حلاوت چھین لی جاتی ہے
۱۰.....	دل سے دنیا کی محبت نکل جائے تو اللہ آجاتا ہے
۱۱.....	اللہ کے نافرمان کو سکون کا خواب بھی نظر نہیں آسکتا
۱۲.....	نظر کی حفاظت کے لئے قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے
۱۳.....	دنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے والے تین خاص جملے
۱۴.....	دنیا سے بے رغبتی کے معنی
۱۵.....	نظر بچانے کی ہمت سب کو ہے مگر استعمال نہیں کرتے
۱۶.....	اولیائے صدیقین کون لوگ ہیں؟
۱۷.....	حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ کی خدمت کا ایک واقعہ
۱۸.....	زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے
۱۹.....	ذکر جتنا ضروری ہے، گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے
۲۰.....	مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا عجیب واقعہ
۲۱.....	توکل کی شرعی تعریف



متفرق ملفوظات

- ۲۳..... جو مربی سے دور ہوگا اس کا ایمان و اعمال کمزور ہو جائیں گے۔
- ۲۴..... شریعت کا جو حکم ہو اس پر عمل کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔
- ۲۵..... جب کسی سے مالی معاملہ کرو تو اس کو لکھ لو۔
- ۲۶..... شیخ کے پاس چالیس دن تسلسل سے رہنے کی اہمیت۔
- ۲۷..... اپنے مربی پر اعتراض کرنے والا کبھی فلاح نہیں پاسکتا۔
- ۲۸..... صحبتِ شیخ میں رہنے کے لئے اخلاص کی اہمیت۔
- ۲۹..... ایک دھوکہ باز مرید کا قصہ۔
- ۳۰..... شیخ سے بدگمانی کرنے والا کبھی چین سے نہیں رہتا۔
- ۳۱..... شیخ کی خدمت میں اپنی ہستی کو فنا کر دو۔
- ۳۲..... اپنے شیخ کا اکرام اور توقیر عین دین ہے۔
- ۳۳..... اہل اللہ کے قلوب میں انوار کا عالم۔
- ***

فنائیتِ دنیا اور بقائے عشقِ الہی

اہلِ دنیا تو چمن میں ہیں گلوں کے بندے
ان کے دیوانے تو جاتے ہیں بیابانوں کو
اہلِ دنیا کو ہے راسِ آئی یہ فانی دنیا
نعرۂ عشق و محبت ترے مستانوں کو
ہم نے دیوانوں سے سیکھی ہے محبتِ اختر
ہائے یہ درد کہاں ملتا ہے فرزانوں کو



دنیا سے بے رغبتی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم
 لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ
 مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً - رواه احمد والترمذی وابن ماجه
 (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیسی)، کتاب الرقاق، ص ۴۴۱)

یہ روایت ترمذی شریف میں ہے، ابن ماجہ، مسند امام احمد میں بھی ہے۔
 سرورِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کے نزدیک پوری دنیا کی قیمت
 چھھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو خدا کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔
 اس لئے اگر کسی کو دنیا مل جائے تو اس کے لئے لچاؤ مت، میرا ایک پرانا شعر
 آپ نے سنا ہوگا کہ اگر کوئی شخص شاندار کپڑے پہنے مرسدیز میں جا رہا ہے تو
 اُسے دیکھ کر منہ میں پانی نہ لاؤ۔ ارے اپنی چٹائی پر اور اپنے بوریوں پر اگر
 تسبیح لے کر ایک دفعہ اللہ کا نام لے لو تو یہ نعمت دونوں جہاں سے بڑھ کر ہے۔
 اس پر میرا شعر ہے۔

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری

اللہ تعالیٰ کی محبت کے ایک ذرہ کی قیمت

دیکھو! ہمارے پاس کوئی مل یا فیکٹری نہیں ہے لیکن الحمد للہ! میں کبھی کسی
 فیکٹری والے پر لالچ کی نظر نہیں ڈالتا، جب خدا مجھے اپنی یاد میں مست کرتا ہے تو
 ساری دنیا کے بادشاہوں کو اور چاند سورج کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں۔

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
 ذرہٴ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اللہ کی محبت کا ایک ذرہ بھی اگر عطا ہو جائے تو دونوں جہان سے اس کی قیمت زیادہ ہے۔ سورج و چاند کیا بیچتے ہیں؟ سورج اور چاند تو اللہ کے بھکاری ہیں لہذا جس کے دل میں خود اللہ ہوگا اس کے دل کا کیا عالم ہوگا؟ بھک منگوں پر رشک کرتے ہو، بادشاہوں کے تخت و تاج پر لالچ کی نگاہ ڈالتے ہو؟ لہذا یہ دعا کرو کہ ہماری کوئی سانس اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نہ گذرے، اس سے بڑا کوئی بادشاہ نہیں ہے جس بندے کی کوئی سانس اللہ تعالیٰ کی مرضی پر فدا ہو جائے اور خدائے تعالیٰ اس سے خوش ہوں، ساری کائنات میں اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ اس کے ساتھ رضائے الہی مثبت ہے، بندہ مثبت رضائے الہی۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہیں۔ میرا ایک اور شعر یاد آیا۔

وہ لمحہٴ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
 اُس حاصلِ حیات پر اخترِ فدا ہوا

یعنی میں اپنی زندگی کی اُس سانس پر عاشق ہوں جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان کی یاد میں لگ جائے، باقی سب فانی ہے۔

قبر میں نیک اعمال فرشتے کی شکل میں ملاقات کریں گے
 جس دن کفن لپیٹ کر قبر میں اتریں گے تب پتا چلے گا کہ ہمارے ساتھ کیا ہے؟ ہمارے ساتھ وہی لمحات ہوں گے جو اللہ کی یاد میں گذر جائیں گے اور ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ وہ ایسا با وفا مالک ہے کہ زمین کے اوپر جو اُن کو یاد کرتا ہے تو زمین کے نیچے بھی خدائے تعالیٰ اس کا ساتھ دیتا ہے۔ اسے قبر میں اکیلا نہیں چھوڑ دیتا، اعمالِ صالحہ کو ایک خوبصورت فرشتہ کی شکل دے دیں گے:

((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَاقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ
 ----- وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ أَحْسَنَ الْوُجْهِ حُسْنِ الثِّيَابِ طَيِّبِ الرَّيْحِ فَيَقُولُ
 أَبَشِّرْ بِالَّذِي يَسُورُكَ هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ لَهُ مَنْ أَنْتَ
 فَوَجْهَكَ الْوُجْهُ يَجِيءُ بِالْخَيْرِ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ ---- (رواه احمد))
 (مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب ما یقال عند من حضره الموت؛ ص ۱۴۲)

نیک اعمال ایک فرشتے کی شکل میں مردے سے کہیں گے کہ گھبراؤ مت،
 ہمارے ساتھ باتیں کرو، لہذا آپ قبر کے گڑھے میں تنہا نہیں پڑے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اللہ کے ساتھ نمک حرامی ہے

بس اس بات سے اللہ کی پناہ مانگو کہ خدائے تعالیٰ کسی مسلمان کو کسی
 ناراضگی کے اعمال میں مبتلا نہ ہونے دے، مومن کا یہی غم ہے۔ اولیاء اللہ کو بس
 ایک ہی غم رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں، کہیں ہم سے
 نفس کی اتباع نہ ہو جائے، کہیں نفس کی شرارت، آمیزش، آویزش، ریزش اور
 سازش سے کوئی خطانہ ہو جائے۔ قافیہ دیکھئے! یہ قافیہ مجھے میرا اللہ عطا فرماتا ہے،
 میں سوچ کے قافیہ نہیں بولتا ہوں۔ تو اولیاء اللہ اسی بات سے ڈرتے ہیں کہ
 میرے نفس کی آمیزش، آویزش، ریزش سے اللہ کی ناخوشی کی راہوں سے کہیں
 میرا نفس کسی حرام لذت کو نہ چرالے، کیونکہ وہ بندہ بھی نمک حرام ہوتا ہے جو خدا کی
 روٹی کھا کر اور رزق کھا کر اس طاقت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کرتا ہے۔
 بتاؤ! یہ بندہ نمک حلال ہے یا نمک حرام؟ سب لوگ بتا رہے ہیں، نمک حرام۔
 اس میں کسی کو اختلاف تو نہیں ہے؟ کسی کو اختلاف ہو تو بتاؤ۔ اور حسینوں کا نمک
 چکھنا کیسا ہے؟ گناہ ہے یا نہیں؟ نمک حرامی ہے یا نہیں؟ تو یہ ڈبل نمک حرام
 جمع ہو گئے۔ جو لوگ بد نظری کرتے ہیں، حسینوں پر، بیٹیوں پر، بے پردہ عورتوں پر
 نظر ڈالتے ہیں، یا بے پردہ عورتیں مردوں پر نظر ڈالتی ہیں تو اس وقت دو نمک حرام

جمع ہو جاتے ہیں۔ حسینوں کا نمک چکھنے والا اور اللہ کی نافرمانی کر کے بے پردہ پھرنے والی عورتیں یہ دونوں نمک حرامی کی مرتکب ہو رہے ہیں۔

بدنگاہی سے عبادت کی حلاوت چھین لی جاتی ہے

اور صحت کو بھی دھچکا لگتا ہے، میں سچ کہتا ہوں کہ اگر آج بدنظری کے صرف طبی نقصانات بتا دوں تو بہتوں کی ہمت ہی ٹوٹ جائے گی کہ توبہ توبہ! اس میں اتنے نقصانات ہیں۔ خالی ایک نظر بد جس کو ہم معمولی بات سمجھتے ہیں، یہ بدنظری، حسینوں کو دیکھنا، یہ نگاہوں کا ایکسیڈنٹ اور تصادم ہے۔ جیسے کار سے کار ٹکرا جائے تو کیا حال ہوتا ہے؟ ڈینٹ آتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح بدنظری سے سارے اعصاب میں ڈینٹ آ جاتے ہیں، دل کمزور ہو جاتا ہے، دماغ میں چکر آنے لگتا ہے، نسیان کا مرض ہو جاتا ہے، مٹانے کے غدد اور گلیاں لوز (Loose) کر جاتی ہیں، بار بار پیشاب آنے لگتا ہے اور دل ستیا ناس ہو جاتا ہے، اس سے عبادت کی حلاوت چھین لی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے تو جو نظر کو نہیں بچائے گا تو کیا اس سے حلاوتِ ایمانی چھین نہیں لی جائے گی؟ جس عمل پر ایمان کی مٹھاس کا وعدہ ہے اس کے خلاف پر کیا ایمان کی مٹھاس نہیں چھینی جائے گی؟

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کا دل چاہے تجربہ کر لے کہ جس کو بدنظری کی عادت ہو تو بدنظری کے بعد نماز یا تلاوت کرے تو مزہ نہیں آئے گا کیونکہ دل سیاہ اور ستیا ناس ہو جاتا ہے۔ لوگ اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ یہ آنکھوں کا زنا ہے، اعصاب کو زبردست نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن جتنا آپ تقویٰ سے رہیں گے اور نظر کو سارے عالم سے بند رکھیں گے تو پھر دل کی بہار لوٹے گا۔

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

بھئی دل کے کان سے سننا، خاص کر گلشنِ اقبال میں رہنے والو! دل کے گلشن میں بہار جب آتی ہے جب انسان گناہوں سے بچتا ہے۔ وہ تبسم اور وہ مسکرا نا جو حسینوں کو دیکھ کر ہوتا ہے اس تبسم کے ہونٹوں کے نیچے ہزاروں غم و الم اور خدا کا تہر اور غضب چھپا ہوتا ہے۔ جو لوگ گناہوں میں چین تلاش کر رہے ہیں، ان کا ذوق سلیم نہیں ہے ورنہ گناہوں کے بعد دل کے اضطراب اور دل کی پریشانی کا عالم اس سے پوچھو جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ نے سلیم کر دیا ہو۔ بھی سفید کپڑا ہوا اور اس پر روشنائی گر جائے تو صاف پتا چلتا ہے یا نہیں؟ اور موٹر گیرج میں کام کرنے والے لڑکے کے کپڑے پر جو موٹر کی موبل آئل صاف کرتا ہے، اس پر کچھ سیاہی گر جائے تو اسے کیا پتا چلے گا، اس پر پہلے ہی سے سینکڑوں داغ لگے ہوئے ہیں۔ بس اس لئے اللہ تعالیٰ ہمارے قلب کو قلبِ سلیم بنادے۔

دل سے دنیا کی محبت نکل جائے تو اللہ آجاتا ہے

(ایک صاحبِ وضو میں ٹل تیز کھولے ہوئے تھے اس پر فرمایا کہ وضو کا پانی آہستہ گرایئے، پانی زیادہ نہیں گرانا چاہیے، گناہ ہوتا ہے۔ ٹل بھی ہلکا کھولیں، یہاں تک آواز آتی ہے تو تشویش بھی ہوتی ہے۔)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے مجھے دنیا سے بے رغبتی کے لئے تین جملے عطا فرمائے ہیں، اگر اپنے بڑوں کی، مشائخ کی، بزرگوں کی دعائیں کسی نے لی ہوں تو وہ زندگی ہی میں ان دعاؤں کا اثر اور شمرہ مشاہدہ کر لے گا۔ ابھی ابھی میرے ایک دوست نے اسی بات پر مجھے ایک بہت ہی خوبصورت شعر سنایا کہ۔

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعاؤں سے ذرہ کو آفتاب کرتے ہیں اور اگر اللہ والوں کی بددعا لگ جائے تو آفتاب کو ذرہ بھی کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ہے کہ دنیا سے بے رغبتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے تین جملے عطا فرمائے۔ اس کو غور سے سنئے، ان شاء اللہ دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی بشرطیکہ دنیا کو دل سے نکالنے کے لئے بار بار اس کا مراقبہ کیا جائے کیونکہ دل ہی ہے جس پر محنت کرنی ہے۔ دل میں اللہ کب آتا ہے۔

غیر کی یاد جب جھلائی ہے

تب تری یاد دل پہ چھائی ہے

کلمہ طیبہ میں لا الہ پہلے ہے، پہلے باطل خداؤں سے توبہ کرو، یہ آپ کے کچھ کام نہیں آئیں گے، واللہ! کہتا ہوں کہ یہ کسی درجہ میں مفید نہیں ہیں، سوائے ضرر پہنچانے کے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ جس وقت پیشاب بند ہوگا، گردے بیکار ہوں گے، بلڈ کینسر پیدا ہوگا، خدا نہ کرے کہ اللہ ہم کو کسی عذاب میں مبتلا فرمائے، ورنہ میں دیکھتا کہ کون معشوق کام آتا ہے۔ جب ہاسپٹل میں داخل ہوتے ہیں تب پھر ہائے ہائے کرتے ہیں کہ مولویوں کو بلاؤ، بزرگوں کو بلاؤ، ان سے دعا کراؤ مگر جب اللہ صحت اور تندرستی دیتا ہے، عافیت دیتا ہے تب بدمعاشیاں سوچتی ہیں۔ آخر کب تک بے حیائی کرو گے؟ کیا نافرمانی بے حیائی نہیں ہے؟ اس لئے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے ہم لوگ اپنی حالت پر رحم کر لیں۔

اللہ کے نافرمان کو سکون کا خواب بھی نظر نہیں آ سکتا

دیکھو بھی! چین سے رہنا چاہتے ہو یا پریشانی سے؟ بتاؤ۔ ہم لوگ خوش رہنا چاہتے ہیں یا پریشان؟ خوش۔ تو خوشی کا خالق کون ہے؟ اللہ۔ اور خوش رکھنے کا اختیار کس کو ہے؟ اللہ کو۔ تو ایسے قدرت والے مالک کو ناراض کرنا کہاں کی

عقل مندی ہے؟ جو آسمان والے مالک کو خوش رکھتا ہے، وہ زمین پر خوش رہتا ہے اور جو آسمان والے کو ناراض کر کے چوری چھپے حرام لذت کو اپنے دل میں در آمد کرتا ہے، واللہ! اس کے چہرے پر لعنتیں برسی ہیں، اس کے قلب میں ہزاروں غم اور پریشانیاں رہتی ہیں، دیکھنے سے شیطان معلوم ہوتا ہے۔ آج تک میں نے غیر اللہ سے دل لگانے والے کو چین سے نہیں پایا، میری عمر پینٹھ سال ہو گئی، پنجابی میں جس کو پینٹھ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کو چین سے نہیں پایا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ ظالم نفس اتنا مردہ، اتنا احمق، اتنا گدھا ہے کہ بار بار آزما چکا ہے کہ گناہوں سے عذاب الہی میں مبتلا ہوتا ہے مگر پھر بھی یا تو دلدل سے نکلنا نہیں چاہتا یا نکلنا چاہتا ہے تو کم ہمتی سے نکل نہیں پاتا۔

نظری حفاظت کے لئے قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے

تو آخر یہ نفس گناہوں کی دلدل سے کیسے نکلے گا؟ دلدل میں دو دفعہ دل ہے نا ایسے ہی دل جب کسی اللہ والے کے دل سے جوائنٹ، پیوستہ، وابستہ، سر بستہ، آشفٹہ ہو جائے گا تب پھر گناہوں کی دلدل سے نکل جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ مگر اس کے لئے ہمت بھی کرے اور ارادہ بھی ہو کیونکہ اگر ہمت اور ارادہ نہیں کرے گا تو خانقاہوں میں بھی اصلاح نہیں ہو سکتی، اصلاح کے لئے ارادہ شرط ہے۔ اسی لئے حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عدم قصدِ نظر کا فی نہیں ہے قصدِ عدمِ نظر ضروری ہے، ارادہ کرو کہ ہمیں کسی نامحرم کو نہیں دیکھنا ہے۔ ایک آدمی خالی الذہن ہو کر ادھر ادھر دیکھتا ہوا موٹر پر جا رہا ہے تو وہ یقیناً بد نظری میں مبتلا ہوگا، کہیں نہ کہیں نظر پڑ ہی جائے گی، اگرچہ ہٹا بھی لے گا پھر بھی اس کا نفس کچھ نہ کچھ تو حرام لذت چرا لے گا۔ اس لئے قصدِ عدمِ نظر کرو، ارادہ کرو کہ ہمیں غیر اللہ پر نظر نہیں ڈالنی ہے۔ ایسے ہی بعض لوگ کہتے ہیں کہ معاف کیجئے گا، میرا آپ کو تکلیف دینے کا

کوئی ارادہ نہیں تھا، بے خیالی میں چلتے ہوئے ٹھوکر لگ گئی۔ حضرت فرماتے ہیں یہ کافی نہیں ہے عدم قصدِ ایذاء کافی نہیں ہے، قصدِ عدم ایذاء ہونا چاہیے، ارادہ کرو کہ ہماری ذات سے کسی کو اذیت نہ پہنچے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کا ارادہ کرو۔ اپنے نفس کو آزاد سائڈ کی طرح بریک لوز (Break Loose) کر کے مت چلو، کار پر آدمی چلتا ہے تو کتنا خیال رکھتا ہے کہ کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے۔ بس سمجھ لو کہ یہ ہمارے نفس کی کار اللہ نے ہمارے ہاتھ میں دی ہے اس کا خیال رکھو۔

دنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے والے تین خاص جملے

تو دل سے دنیا کی محبت نکالنے کے لئے اس وقت مجھے آپ لوگوں کو تین جملے سنانے ہیں کیونکہ جس کا دل دنیا میں پھنس گیا اس کو ساری دنیا کے مرشدین ہدایت نہیں دے سکتے، اس کی اصلاح نہیں کر سکتے:

((مَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا لَا يَهْدِيهِ جَمِيعُ الْمُرْشِدِينَ وَمَنْ تَرَكَهَا لَا يُفْسِدُهَا جَمِيعُ الْمُفْسِدِينَ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ کتاب الرقاق؛ ج ۹ ص ۴۰۳)

محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں دنیا کی محبت گھس گئی تو اس کو سارے مرشدین مل کر بھی ہدایت نہیں دے سکتے، اور جس نے دنیا کی محبت کو چھوڑ دیا، ساری دنیا کے گمراہ کرنے والے اس کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ اب وہ تین جملے بہت غور سے سنئے گا، یہ آسمانی مضمون ہے، ان کی قدر کرو۔

جس دنیا سے ہمیشہ کے لئے جانا

اور کبھی لوٹ کر نہ آنا

ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا

یہ جملے ان شاء اللہ، آپ کو خود بتائیں گے کہ ہم یہاں اس زمین سے نہیں نکلے ہیں، ہم کہیں اوپر آسمان سے آئے ہیں۔ یہ میرے مالک کی عطا ہے، پھر وہی بات

عرض کرتا ہوں کہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہوتا ہے، یہ مضامین جو عطا ہوتے ہیں، یہ بھی بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہے۔

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

دنیا سے بے رغبتی کے معنی

یہ میرا شعر نہیں ہے مگر شعر کسی کا بھی ہو، اسلام ہی کا گم شدہ سرمایہ ہے۔ تو یہ تین جملے یاد کر لیجیے۔ ان کا یہ مطلب نہیں کہ آپ دنیا چھوڑ دیں بلکہ دنیا کو جیب میں رکھئے لیکن دل میں جگہ نہ دیجئے جیسے پانی کو کشتی کے نیچے رکھئے، کشتی کے اندر گھسنے نہ دیجئے کیونکہ اگر پانی کشتی میں گھسے گا تو خیریت نہیں ہے۔ جب کشتی میں پانی گھستا ہے تو جو کشتی چلانے والا ملاح ہوتا ہے وہ جلدی سے ڈبے بھر بھر کر اسے نکالنے کا حکم دیتا ہے۔ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ کسی کے دل میں پانی گھسا ہوا ہے یا نہیں؟ کیسے پتا چلے گا کہ اس کے دل میں دنیا کی محبت کا پانی گھس رہا ہے؟ اس کی ایک علامت یہ ہے کہ حکم طاعت کے وقت طاعت کو نہیں بجالاتا مثلاً جماعت کی نماز کا اہتمام نہیں کرتا۔ بیماری یا نیند کی وجہ بھی نہیں ہے، بس بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کوئی فکر نہیں ہے کہ جماعت میں کتنے منٹ باقی ہیں۔ یہ علامت ہے کہ اس کے دل میں زنگ لگا ہوا ہے، اسے خوفِ خدا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آواز دے دی ہے کہ آؤ میرے غلامو! وضو کر کے تیار ہو جاؤ، جلدی سے میرے دربار میں آ جاؤ، تمہارا مولیٰ تمہیں یاد فرما رہا ہے۔ اس ظالم کو مولیٰ یاد فرما رہے ہیں مگر یہ غلاموں میں گپ شپ میں لگا ہوا ہے، لیکن دین کے کام مستثنیٰ ہیں مثلاً کوئی شخص مسئلہ بتا رہا ہے یا کسی دینی تعلق سے ضروری کام میں مشغول ہے لیکن ضروری کا لفظ یاد رکھنا۔ دوسری علامت یہ ہے کہ نافرمانی کے وقت

نفس کے تقاضوں پر عمل کر لیتا ہے، نفس کے تقاضوں کی تکالیف کو برداشت نہیں کرتا، یہ بھی دلیل ہے کہ اس کا قلب سقیم ہے، سلیم نہیں ہے۔

نظر بچانے کی ہمت سب کو ہے مگر استعمال نہیں کرتے

جیسا کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے حسینوں سے نظر بچانے کی طاقت ہی نہیں ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ اگر اس حسین کا ابا کھڑا ہو، اور وہ ایس پی بھی ہو، پستول بھی لگائے ہو تب بھی نظر نہیں بچاؤ گے؟ یا پھر بھی اس کے بیٹے یا بیٹی کو دیکھو گے؟ اب کہاں سے طاقت آگئی۔ یہ کیا بات ہے کہ مخلوق کا خوف تو ہو اور خالق سے بے خوف ہو، معلوم ہوا کہ قلب سقیم اور خستہ ہے، گناہوں سے دل کے ریشے ریشے ہل چکے ہیں، دل فرسودہ اور بالکل نکمہ ہو چکا ہے، ناکارہ ہو چکا ہے۔ مبارک وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کے لئے جان کی بازی لگا دے کہ اے اللہ! ہم مرجائیں گے مگر آپ کو ناراض نہیں کریں گے۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم

سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

اگر گناہ چھوڑنے میں جان نکل جائے تو دے دو جان، اللہ نے ہمیں جان دینے ہی کے لئے پیدا کیا ہے، مرنے ہی کے لئے پیدا کیا ہے کہ تم ہمارے اوپر مر جاؤ۔ میں نے یہ شعر ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا تھا، ایک مصنف نے ایک صحابی کی شہادت کا نقشہ کھینچ کر نیچے یہ شعر لکھ دیا تھا۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم

سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

مومن کی تو شان یہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جس دن ارادہ کر لو گے تو جان نہیں

جائے گی مگر آپ کا ایمان بھی نہیں جائے گا، جان بھی رہے گی بلکہ جان میں جان آجائے گی۔ جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں غم اٹھاتا ہے اس کی جان میں اللہ تعالیٰ بے شمار جانیں عطا فرمادیتے ہیں۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جان دیگر است

مجاہدین سلوک کو، سالکین کو، اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے غم اٹھانے والوں کو ہر زمانہ عالم غیب سے ہر سانس میں ایک نئی جان عطا ہوتی ہے، یہ جان کسی دنیا دار کو حاصل نہیں چاہے وہ کتنے ہی مرغے کھالے، کباب اڑالے، انڈے کھالے، سوپ پی لے مگر یہ جان جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں غم اٹھانے سے عطا ہوتی ہے، عالم غیب سے عطا ہوتی ہے، یہ زمین سے نہیں ملتی، مرغی کا سوپ اور مرغیاں سب زمین سے تعلق رکھتی ہیں مگر عالم غیب سے جو جان عطا ہوتی ہے اس کی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

ہر زماں از غیب جان دیگر است

ہر وقت عالم غیب سے اس کو ایک نئی جان عطا ہوتی ہے، اور

دونوں عالم کو کرتا ہے قربان

لذتِ قرب جس نے پائی ہے

اولیائے صدیقین کون لوگ ہیں؟

اللہ کے قرب کی لذت جس نے پائی ہے وہ دونوں عالم کو اللہ پر

فدا کرتا ہے، یہی اولیائے صدیقین کا مقام ہے۔ اولیاء اللہ کا سب سے اونچا

طبقہ اولیائے صدیقین ہے اور اولیائے صدیقین کی تعریف ہے:

((الَّذِي يَبْذُلُ الْكَوْنَيْنِ فِي رِضَا مُحَبُّوْبِهِ تَعَالَى شَأْنَهُ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، سورۃ یوسف، ج ۱۳ ص ۹۸)

جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے دونوں جہان دے دے، ایک جہان کی کیا حقیقت ہے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجدد ربیعہ اللہ کا شعر ہے۔

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

اس مہنگی والی شراب حقیقی کو بے وقوف گدھے نہیں پیتے، اس مہنگی والی شراب کو اللہ تعالیٰ گدھوں کو نہیں پلاتا، اللہ کی محبت کی یہ مہنگی والی شراب اولیاء پیتے ہیں۔ اور آخر کا جو آپ سے مخاطب ہے، یہ شعر ہے۔

میرے پینے کو دوستوں لو

آسمانوں سے مے اترتی ہے

اللہ والے آسمان والی پیتے ہیں اور کافر زمین والی پیتا ہے۔ اس کو پی کر پھر وہ لیسٹرین میں جاتا ہے، پیشاب کرتا ہے کیونکہ دنیاوی شراب پینے کے بعد پیشاب لگتا ہے، اس کی شراب کا ایکسپورٹ کیسا ہے جبکہ اللہ کا نام لینے کے بعد انوار پیدا ہوتے ہیں۔

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے درد سا کثر رہتا ہے

اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

بہر حال یہ تین جملے آپ لوگ یاد کر لیجیے، پھر نہ کہنا کہ خبر نہ ہوئی۔ یہ اللہ کی عطا ہے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ کی خدمت کا ایک واقعہ

اب آپ کو ایک راز کی بات بتائے دیتا ہوں۔ آخری عمر میں میرے شیخ کی کو لہے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی تو حضرت کا پیشاب پاخانہ میں ہی صاف کرتا تھا۔ حضرت کے انتقال کے بعد میں نے حضرت کی قبر پر حاضری دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میں نے آپ کے اس بندے کا پاخانہ دھویا، آپ کے لئے ان کا

بھنگی رہا ہوں، آپ اس کی برکت سے میرے قلب کی گندگی دور کر دیجئے۔
 ایک مرتبہ میں نے حضرت کا پاخانہ اٹھایا، صاف کیا، پھر حضرت سے دعا کی
 درخواست کی کہ آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ اس ناکارہ سے دین کا
 کام اپنی مرضی کے مطابق لے لیں، حضرت سے میں نے دعا کرائی، حضرت کے
 بالکل آخری دن تھے۔ میں نے دیکھا کہ اب چل چلاؤ والا معاملہ ہے،
 بڑے میاں اب آخرت کی طرف جا رہے ہیں تو کچھ لے لینا چاہیے تو
 حضرت نے ہاتھ اٹھادئے اور والدہ صاحبہ سے فرمایا تم آمین کہو۔ بس اللہ سے
 کیا مانگا، مجھے بتایا بھی نہیں مگر یہی سب دیکھ رہا ہوں کہ۔

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
 یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے
 ورنہ میری کیا حقیقت ہے؟ خاک ہوں خاک۔

خاک ہیں خاک اور کچھ نہیں ہم
 مٹی پر آفتاب کی شعاعیں پڑتی ہیں تو مٹی چمکنے لگتی ہے، یہ مٹی کا کمال نہیں ہوتا ہے،
 یہ آفتاب کا کرم اور اس کی شعاع کرم کا کام ہے ورنہ یہ اختر خاک تیرہ ہے۔

یہ اختر خاک تیرہ بے زباں بے سروساماں ہے
 مگر مٹی پہ بھی فیض شعاع مہر تاباں ہے

زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے

پھر تینوں جملے نوٹ کر لیجئے۔

جس دنیا سے ہمیشہ کے لئے جانا

اور پھر لوٹ کر کبھی نہ آنا

ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا

دیکھو! دنیا میں کتنے ہی بنگلے بنا لو لیکن مرنے کے بعد کوئی لوٹ کر دیکھنے بھی نہیں آئے گا کہ دیکھیں وہ قالین کہاں گئے، وہ فانوس کدھر گئے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ آخرت کی کمائی کمالو، ایک ایک لمحہ کی قدر کر لو کیونکہ مرتے وقت ایک لمحے کی مہلت نہیں ملے گی:

﴿وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

(سورۃ المنافقون: آیۃ ۱۱)

جب موت کا وقت آئے گا تو اللہ کسی کو ایک سانس کی بھی زندگی نہیں دے گا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

((فَأَخْبَرَ تَعَالَى فِي هَذِهِ الْآيَاتِ أَنَّ التَّوْبَةَ لَا تُقْبَلُ عِنْدَ حُضُورِ الْمَوْتِ))

(تفسیر الکبیر للرازی: (دار احیاء التراث: بیروت)؛ ج ۱۰ ص ۸)

موت کا وقت آجانے پر اگر کوئی پوری سلطنت موت کے فرشتے کو دے دے کہ صرف ایک بار ہمیں استغفر اللہ کہہ لینے دو تو بعض سلطنت و بادشاہت کے ایک مرتبہ استغفر اللہ کہنے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔

ذکر جتنا ضروری ہے، گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے

اس لئے یہ کہتا ہوں کہ اپنے زندگی کو گپ شپ، بک بک اور فضولیات میں مت ضائع کرو۔ درد بھرے دل سے اللہ کا نام لیتے رہو لیکن اتنا نام بھی نہ لو کہ دماغ گرم ہو جائے اور پھر نیند کم ہو جائے۔ آج کل میرے پاس ایسے بہت مریض آرہے ہیں کہ زیادہ وظیفے پڑھنے سے جن کی نیند کم ہوگئی، اس لئے وظیفہ معتدل رہے۔ بس گناہ سے زیادہ بچو، زہر نہ کھاؤ چاہے زیادہ سوپ نہ پیو، پھر سوکھی روٹی سے بھی لال ہو جاؤ گے، ان شاء اللہ۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بھولو پہلوان چوبیس ہزار دفعہ اللہ اللہ کر کے جہاں پہنچتا ہے ایک کمزور آدمی پانچ سو دفعہ ذکر کر کے اسی مقام تک پہنچ جائے گا۔

ایک شخص کمزور ہے، اس کو شیخ نے کہا کہ تمہاری صحت اچھی نہیں، تم زیادہ ذکر مت کرو ورنہ دماغ میں خشکی بڑھ جائے گی تو وہ پانچ ہی سو مرتبہ اللہ اللہ کرنے میں وہیں پہنچے گا جہاں چوبیس ہزار مرتبہ یا ایک لاکھ مرتبہ میں بھولو پہلوان پہنچے گا۔^۱ اللہ تعالیٰ ہماری صحت و قوت کی رعایت فرماتے ہیں، کمزوروں کی ایک آہ بھی بہت ہے، یہ آہ بڑی عجب چیز ہے، یہ کیا کام کرتی ہے، اس پر میرا شعر سنئے۔

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا

مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا عجیب واقعہ

ابھی کچھ وقت باقی ہے لہذا حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ بھی آپ کو سنا دوں۔ مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے جب درخواست کی کہ مجھے بیعت کر لیجیے تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیعت کی چار شرطیں ہیں۔ نمبر ۱: چالیس اصلاحی خط مجھے لکھئے۔ نمبر ۲: آپ نے دورہ غیر مقلدین سے پڑھا ہے دوبارہ جا کر دارالعلوم دیوبند میں دورہ پڑھئے۔ نمبر ۳: تجوید و قرأت سیکھئے کیونکہ آپ کی تجوید درست نہیں ہے، بچپن میں غلط پڑھ لیا تھا تو اپنے قرآن کے حروف کو صحیح کیجئے اور اس قاری کی سند بھی لائیے۔ نمبر ۴: اپنی بیوی سے بھی سند لائیے کہ یہ مُلا مجھے کس طرح رکھتا ہے؟ اچھی طرح رکھتا ہے یا نہیں؟

مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند جا کر سال بھر دورہ دوبارہ پڑھا اور وہاں سے سند لے آئے، ایک شرط پوری ہوگئی۔ نمبر ۲: اپنے ہی شاگرد سے جس کو بخاری شریف کا دورہ پڑھا یا تھا، قرأت پڑھی کیونکہ وہ قاری تھا لہذا اس سے پڑھ کر اس سے سند لکھوائی کہ سند لکھتا ہوں کہ اب ان کے حروف صحیح ہیں۔

۱۔ نوٹ: یہ وعظ ۱۹۹۱ء کا ہے، بعد میں امت کے ضعف کی وجہ سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک سو مرتبہ ذکر مقرر فرما دیا تھا۔ (جامع)

نمبر ۳: حضرت کو چالیس اصلاحی خطوط بھی لکھے۔ اور نمبر ۴: بیوی صاحبہ سے بھی سند لے لی کہ بھی اگر کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو معاف کر دینا یہ لکھ دو کہ میں آپ کو آرام سے رکھتا ہوں۔ غرض چار شرطیں پوری کر کے آئے تب حضرت نے بیعت فرمایا۔ جب چلہ کے لئے تھانہ بھون حاضر ہوئے تو کچھ ایسے حالات پیش آ گئے کہ بیٹا بیمار ہو گیا، بہو بیمار ہو گئی، بیٹی بیمار ہو گئی تو حضرت حکیم الامت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! گھر کے سب لوگ بیمار ہیں، سخت پریشان ہوں۔ اب حضرت کا ایک جملہ سن لیجئے کہ مفتی صاحب! جب مومن کا اعتقاد مقدر پر ہے کہ جو ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے، اسی میں مومن کا فائدہ ہے، تدبیر کرنا، دعا کرنا اپنی جگہ پر ہے لیکن مرضی حق پر راضی رہنا چاہیے، تو فرمایا کہ جب مومن کا عقیدہ مقدر پر ہے تو پھر اس کو مکدر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

توکل کی شرعی تعریف

لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ نہ دوالائیے، نہ تدبیر کیجئے، نہ بزرگوں سے دعا کرائیے۔ نہیں، دعا کیجئے بھی اور کرائیے بھی، خود دعا کیجئے اور اللہ والوں سے دعا کروائیے اور سنت سمجھ کر دوا بھی کیجئے لیکن اس پر بھروسہ مت کریں۔ توکل اس کا نام نہیں ہے کہ دکان، کاروبار، دفتر چھوڑ کر اعلان کرو کہ چلو نکلو، گھر گئے تو گھر گئے، یہ جاہلانہ تصور ہے۔ توکل اس کا نام ہے کہ:

((جَاءَ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُهَا وَآتَوْكُلُ فَقَالَ
اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ وَفِي رِوَايَةٍ أُرْسِلَ نَاقَتِي وَآتَوْكُلُ))

(شعب الایمان للبیہقی: (مکتبۃ الرشید بالریاض)؛ ج ۲ ص ۴۲۸)

ایک صحابی نے اونٹ کو بغیر رسی کے کھلا چھوڑ دیا، رسی سے باندھا نہیں اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اللہ پر توکل کر لیا، خدا کی حفاظت اور اس کی پاسبانی اور نگہبانی پر میں نے اونٹ کھلا چھوڑ دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے شخص!

تیرا توکل غیر شرعی ہے، اللہ کو یہ توکل پسند نہیں ہے، پہلے اونٹ کو رسی سے باندھ
 پھر رسی پر بھروسہ مت کر، بھروسہ خدا پر کر۔ توکل کی شرعی تعریف یہ ہے:
 ((تَرْكِبُ الْأَسْبَابِ دُونَ الْإِعْتِمَادِ فَإِنَّهَا لَا تُؤْتِي مِنْ دُونِ إِذْنِهِ وَ
 الْإِعْتِمَادُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، سورۃ المائدۃ، ج ۶ ص ۳۸۱)

اسباب کو اختیار کرنا اور اسباب پر بھروسہ نہ کرنا اور بھروسہ خدا پر کرنا
 اس کا نام توکل ہے۔

بس آج کی مجلس ختم! آخر میں یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور
 میری اولاد کو، میری ذریات کو، گھر والوں کو اور میرے سب دوستوں کو، میرے
 رشتہ داروں کو، جو لوگ بھی یہاں آتے ہیں سب کو سلامتی، اعضاء اور سلامتی ایمان
 کے ساتھ زندگی عطا فرمائیے اور سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان سے دنیا سے اٹھائیے
 اور ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمادیجئے۔ یارب العالمین! ہماری ایک
 سانس بھی اپنی ناراضگی میں نہ گذرنے دیجئے، ایسا ایمان اور ایسا یقین عطا فرمائیے
 کہ ہم آپ کو ایک سانس بھی ناراض کرنے کی قدرت ہی نہ پائیں، گناہ کرنا بھی
 چاہیں تو گناہ کرتے ہوئے دل کو اپنی موت نظر آئے، ایسا آپ سے تعلق اور
 محبت کی جڑ اتنی مضبوط ہو جائے کہ اس کا اکھاڑنا خود ہمارے ہاتھ میں بھی نہ ہو
 یعنی اے خدا! ہمارے ایمان کی جڑ کو اتنا مضبوط کردیجئے، اس کی جڑیں اتنی
 گہری کردیجئے کہ ہم اگر اسے اکھاڑنا چاہیں تو خود بھی نہ اکھاڑ سکیں۔ اللہ تعالیٰ
 ہم سب کو اللہ والی زندگی، اپنے دوستوں کی حیات عطا فرمادے اور بھی جو زلزلہ
 آنے کی خبر آئی ہے، مان لیجیے کہ جھوٹی خبر ہی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ دعا کرنے میں
 کوئی حرج تو نہیں ہے، ہم اپنے اللہ سے مانگتے ہیں کہ اے اللہ! اس خبر کو جھوٹی
 کر دے اور اگر صحیح بھی ہو تو مسلمانوں کی بستیوں کو بچالے اور اس کو پہاڑوں

اور سمندر کی طرف کر دے جہاں انسان نہ بستے ہوں، جنگلوں میں بھیج دے جہاں کسی جاندار کو نقصان نہ پہنچے اور یا اللہ! ہم سب کو جس کو غم ہے، جو فکر ہے، جو دکھ ہے، اس کو سکھ سے تبدیل فرمائیے، ہمارے غم کو خوشی سے تبدیل فرمائیے۔ یا اللہ! ہر پریشانی اور ہر فکر و غم سے بچائیے اور ہر وقت ہمیں خوشی دکھائیے غم سے بچائیے، ہر وقت خوشی دکھائیے اور اس خوشی پر شکر ادا کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائیے۔ اے خدا! جتنی بھلائیاں سرورِ عالم ﷺ نے آپ سے مانگیں وہ سب بھلائیاں ہم سب کو نصیب فرما اور جتنی برائیوں سے سرورِ عالم ﷺ نے پناہ مانگی ان سب برائیوں سے ہم سب کو پناہ نصیب فرما، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا

إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى

خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

متفرق ملفوظات

(یکم نومبر ۱۹۹۱ء بروز جمعہ بعد مغرب حضرت والا کے کمرہ خاص میں مجلس ہوئی)

جو مربی سے دور ہوگا اس کا ایمان و اعمال کمزور ہو جائیں گے

ارشاد فرمایا کہ خدا کے راستہ کا جو کانٹا ہوتا ہے وہ ساری دنیا کے پھولوں سے بہتر ہے اور جو خدا کے راستہ کا غم ہو وہ ساری دنیا کی خوشیوں سے بہتر ہے۔ اس غم کی میں کیا تعریف کر سکتا ہوں، بس اللہ توفیق دے اور ہم سب کے مردہ دلوں کو زندہ دل کر دے۔ اب ایک جملہ سن لو، مؤذن صاحب آپ بھی سن لو،

جب شروع شروع میں کسی شیخ سے تعلق ہو تو جیسے بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کی چھاتی سے چپٹا رہتا ہے، دو سال تک دودھ پیتا رہتا ہے، اس کے بعد پھر چلنے لگتا ہے، پھر بھی ماں کے لقموں کا محتاج رہتا ہے، ماں اپنے ہاتھ سے کھلاتی ہے، کھانے کا بھی سلیقہ نہیں ہوتا، تو جن لوگوں نے مجھ سے نیا نیا تعلق قائم کیا ہے ان کو میرے پاس اور اپنے اپنے مرشدین کے پاس زیادہ رہنا چاہیے۔ اگر مرشد دور ہو تو جس سے مناسبت ہو اسی کے پاس بیٹھ جاؤ لیکن دور نہ رہو۔ بس یہ ایک خاص نصیحت کر دی کہ جو لوگ اپنے شیخ سے دور ہو گئے ان کا ایمان کمزور ہو گیا، مسجد کی جماعتیں چھوٹنے لگیں، نمازیں بھی چھوٹنے لگیں، حالانکہ شیخ سے تعلق قائم کیا تھا مگر شیخ کے پاس رہنا کم ہوا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اختر کے بارے میں فرمایا تھا کہ اختر میرے ساتھ اس طرح چپکا ہوا رات و دن رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ کی اس توفیق کا میں شکر گزار ہوں۔

شریعت کا جو حکم ہو اس پر عمل کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے

ارشاد فرمایا کہ دین کے شعبے دو قسم کے ہیں۔ ایک زیادہ ضروری، ایک اس سے کم ضروری، بعض دفعہ شیطان کم ضروری میں لگا دیتا ہے اور زیادہ ضروری سے محروم کر دیتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ کسی کی ماں بیمار ہو اور بیٹا نفل، اشراق میں لگا ہو، مراقبہ میں بیٹھا ہوا تسبیح پڑھ رہا ہو حالانکہ اس وقت اللہ تعالیٰ اس بات سے زیادہ خوش ہوں گے کہ یہ اپنی ماں کی دوا لائے، یا بیوی بیمار ہے اور یہ وظیفوں میں لگا ہوا ہے۔ اس وقت سب کام چھوڑو، سب کو ملتوی کرو اور جا کر دوا لاؤ۔ اس کو محض اپنی بیوی مست سمجھو، یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی بندی بھی ہے، سوچو کہ اللہ کو اپنی بندیوں سے کتنی محبت ہے۔

اسی طرح کوئی عرفہ کے دن کعبہ شریف سے چپٹا رہے کہ ہم تو اللہ میاں کا گھر چھوڑ کر میدانِ عرفات نہیں جائیں گے تو کیا اس کا حج ہوگا؟ اللہ کا جو حکم ہو جائے اس پر عمل کرنا ہی بندگی ہے۔ ایسے ہی شیخ یا کوئی شخص دین کی بات سنارہا ہے، شیخ کے ارشادات اور نصیحت نقل کر رہا ہے یا اپنے مریدین اور دوستوں میں بیٹھا ہے تو اس وقت نفلیں مت پڑھو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب نفل چھوڑ دو کیونکہ شیخ کے پاس سے وہ ایمان و یقین ملے گا کہ تمہاری دو رکعات ایک لاکھ رکعات کے برابر ہو جائیں گی ورنہ ایسے وقت میں شیطان کسی اور کام میں، نفلوں وغیرہ میں لگا دیتا ہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف کی دو رکعات، یعنی جو اللہ کو پہچان کر پڑھی جائیں، دوسرے عام لوگوں کی ایک لاکھ رکعات سے افضل ہیں۔ بس اسی لئے سمجھ لو کہ دین سارا صحبت سے پھیلا ہے، بہت سے لوگ بہت پڑھے لکھے ہیں، علم بہت ہے، کتابوں میں دن رات لگے ہوئے ہیں مگر ان کے اعمال، لین دین، معاملات سب گڑبڑ ہیں۔

جب کسی سے مالی معاملہ کرو تو اس کو لکھ لو

مالی معاملات کتنے اہم ہیں، دیکھو! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت میں بھی ہر حساب الگ الگ رکھا تھا، حتیٰ کہ روح نکل رہی تھی، حلق تک آگئی، آپ اپنے گھر والوں کو جلدی جلدی بتا رہے ہیں کہ دیکھو یہ زکوٰۃ ہے، یہ صدقہ، یہ نافلہ ہے، یہ فلاں کی امانت ہے، آہ۔ یہاں تک کہ آخر میں جوتھیلی پکڑائی تو حضرت نے خود فرما دیا کہ میری روح یہاں تک آگئی ہے، پھر اس کے بعد ہاتھ گر گیا اور روح نکل گئی، سب حساب دے کر گئے۔ لہذا وصیت کی کہ ایک ڈائری بناؤ، اگر ایک روپیہ کا بھی لین دین کا کوئی معاملہ ہو تو اس میں لکھو کہ ہم نے فلاں شخص سے یہ روپیہ لیا ہے، واپس دینا ہے۔ سلسلہ تھانوی میں

حقوق العباد ایک امتیازی چیز ہے، جو شخص سلسلہ تھانوی میں داخل ہو اور اس نے حقوق العباد یعنی بندوں کے حق کی فکر نہ رکھی تو پھر سمجھ لو کہ اس کے پاس سلسلہ تھانوی کی روح نہیں ہے۔ اگر وصیت نہ لکھی اور انتقال ہو جائے تو کیا ہوگا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾

(سورۃ البقرة: آیت ۲۸۲)

جب تم لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ سبحان اللہ! یہ تو قرآن پاک کا نصِ قطعی کا حکم ہے کہ لین دین کو لکھ لیا کرو کیونکہ بعد میں بھول جاؤ تو تنازع ہوگا۔ اب وہ اپنا ادھار مانگ رہا ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو یاد ہی نہیں آتا یا اگر اچانک ہارٹ فیل ہو جائے تو کم سے کم بیوی بچے یہ تو دیکھ لیں کہ ڈائری میں سب لکھا ہوا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی سے دو روپیہ ادھار لیا تو بارہ بجے رات کو جگایا کہ یہ لو اپنا قرضہ، دو روپیہ، اس کو ادا کئے بغیر مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔ اُولَئِكَ اَبَاءٌ فِئْتَنِي يَمْشِلُهُمْ يَهْ هُم ہمارے بزرگ! آج کل بعض لوگ خوب مراقبہ میں ہیں، کھٹا کھٹ تسبیح بھی چلا رہے ہیں لیکن ان کا وہی حال ہے کہ ”رام رام چپنا پرایا مال اپنا“ ہندوؤں کے لئے کہا جاتا ہے کہ رام رام چپنا اور پرایا مال اپنا۔

شیخ کے پاس چالیس دن تسلسل سے رہنے کی اہمیت

اس لئے شیخ کی صحبت کو غنیمت سمجھو۔ اگر انڈا مرغی سے دور رہے گا تو بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ انڈا مرغی کی گرمی میں اکیس دن تک رہتا ہے پھر اس میں جان آ جاتی ہے اور اگر کوئی تین دن انڈے کو مرغی کے نیچے رکھے اور تین دن کے بعد انڈا نکال کر ہٹا دے یا مرغی کو ہشکار دے جس سے مرغی بے چاری بھاگ جائے تو بچہ نہیں پیدا ہوگا۔ مسلسل اکیس دن تک انڈے کو گرمی ملنی چاہیے۔ ایسے ہی

زندگی بھر میں ایک مرتبہ مسلسل چالیس دن تک کوئی شخص اپنے شیخ کے پاس رہ لے تو اس کی روح میں حیات آجائے گی، ان شاء اللہ۔ پھر چاہے کبھی کبھی ملے، بس خط و کتابت کرتا رہے لیکن زندگی میں ایک چلہ لگانا ضروری ہے، مگر چلہ ایسا ہو کہ حدودِ خانقاہ سے باہر بھی نہ جائے، بالکل حدودِ خانقاہ میں زندگی گزارے۔ کوئی شدید ضرورت ہو، ڈاکٹر کے پاس جانا ہے تو اس کی اجازت ہے۔ اس لئے کہتا ہوں کہ صحبتِ شیخ کو غنیمت سمجھو، شیخ سے دور کرنا شیطان کا بہت بڑا حربہ ہے۔

اپنے مربی پر اعتراض کرنے والا کبھی فلاح نہیں پاسکتا
 محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان جب کسی کو ضائع اور برباد کرنا چاہتا ہے تو شیخ کی طرف سے اس کا دل اُچاٹ کر دیتا ہے، پھر وہ شیخ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے کہ شیخ کچھ نہیں ہے، ایسے ہی معمولی آدمی ہے:

((مَنْ اعْتَوَضَ عَلَى شَيْخِهِ وَنَظَرَ إِلَيْهِ احْتِقَارًا لَمْ يُفْلِحْ أَبَدًا))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ج ۱ ص ۳۳)

جب شیخ کو شیطان معمولی دکھائے تو سمجھ لو کہ اس کا حربہ تمہارے اوپر کامیاب ہو گیا۔ جس نے اپنے شیخ کو معمولی سمجھا وہ کبھی فلاح نہیں پاسکتا۔ اتنا سمجھو کہ روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی ولی اللہ ہمارے لئے مفید نہیں ہے، دوسروں کے لئے ہوتا ہو۔ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ میرے شیخ سے بڑھ کر میرے لئے دنیا بھر میں کوئی مربی مفید نہیں ہے۔ آخر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیوں فرمایا کہ اگر ایک مجلس میں ہمارے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہوں اور اسی مجلس میں امام غزالی، جنید بغدادی، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سارے بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی ہوں تو اتنا بڑا عالم، قطب العالم فرماتے ہیں کہ میں کسی کی طرف دیکھوں گا بھی نہیں کیونکہ میرے دینی مربی، مجھے پالنے والے، میری روح کی

تر بیت کرنے والے تو حاجی صاحب ہیں۔ میں نے جس کی روح کا دودھ پیا ہے، مجھے جس نے پالا ہے، جس نے میری روحانی تربیت کی ہے، وہی میرا اصلی پیر ہے، میں اسی کی طرف متوجہ رہوں گا۔ اپنے دینی مربی سے اس درجہ کا عقیدہ ہونا چاہیے کہ روئے زمین پر ان سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی مفید نہیں ہے۔ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھنا ضروری نہیں، ہو سکتا ہے کہ دوسرے ولی اللہ تہارے شیخ سے درجے میں بڑے ہوں لیکن اتنا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ دنیا میں میرے لئے ان سے بہتر کوئی مفید نہیں ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ملفوظ مجھے بہت پسند آیا، اپنے مربی پر ایسا فدا ہونا چاہیے۔ جو بھی سالک ضائع ہوا ہے تو شیطان نے اس کو اسی راہ سے مارا ہے کہ شیخ کی حقیقت، اس کی عظمت، مرید کے دل سے ہٹا دی، بدگمانی پیدا کر دی۔

صحبتِ شیخ میں رہنے کے لئے اخلاص کی اہمیت

اس بدگمانی کی ایک قسم دنیاوی جاہ بھی ہے، جیسے پنجاب سے ایک صاحب آئے، وہ مجھے اپنے یہاں لے گئے تھے، وہاں شکار بھی کرایا، مرغی، تیتہر، کبوتر اور مچھلیاں نہ جانے کیا کیا کھلایا، ان کے دسترخوان پر ماشاء اللہ چالیس چالیس آدمی ہوتے تھے۔ جب وہ یہاں خانقاہ آئے تو اس زمانہ میں میری بیوی بیمار تھی، مظہر کی اماں سخت بیمار تھیں لہذا میں نے ان سے کہا کہ بھئی! ہوٹل میں جا کر کھانا کھالو۔ کیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا؟ اگر ڈاکٹر کے یہاں علاج کے لئے جاؤ تو کیا وہ کھانا بھی کھلائے گا؟ ناشتہ بھی کرائے گا؟ کبھی کچھ حالات پریشانی کے، بیماری کے ہوتے ہیں، کبھی گھر میں بیمار ہوتی ہیں، کوئی دوسرا کام کرنے والا بھی نہیں ہوتا۔ بس وہ صاحب صبح کو بغیر ملے بھاگ گئے۔

اس پر مجھے ایک قصہ یاد آیا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص میرے پیچھے لگ گیا، وہ یہ سمجھتا تھا کہ پیروں کو اچھا کھانا، مرغا ملتا ہے لہذا ہم بھی ان کے ساتھ خوب مزے کریں گے۔ حضرت سمجھ گئے کہ یہ مرید مخلص نہیں ہے، اللہ کے لئے میرے پاس نہیں آیا لہذا حضرت نے میزبان سے جہاں ٹھہرے ہوئے تھے، ان سے فرمایا کہ آج جو کی روٹی اور ارہر کی دال کھاؤ، بس، چٹنی بھی نہیں بنانا۔ اس نے پکوا کر پیش کر دیا، اب وہ مرید جو کھانے کے لئے آیا تھا اس نے کہا ارے توبہ! یہ پیروں کی کیسی غذا ہے؟ یہ کیا معاملہ ہے؟ پھر سوچا کہ شاید اتفاقی بات ہوگی، جس کو آپ لوگ بائی چانس (By Chance) کہتے ہیں، اس نے سوچا کہ شاید رات کو اچھا مال ملے گا۔ رات میں بھی حضرت نے اپنے میزبان کے کان میں کہہ دیا کہ اس مرید کا امتحان لینا ہے کہ یہ اللہ کے لئے آیا ہے یا پیٹ کے لئے۔ لہذا رات کو پھر جو کی روٹی اور ارہر کی دال پکوائی۔ پھر اس نے سمجھا کہ آج بھی شاید اتفاقی بات بائی چانس والا معاملہ ہو گیا، کل مرغا ملے گا۔ غرض حضرت نے دو تین دن تک یہی پکوا یا اور خود بھی یہی کھایا۔ تیسرے دن وہ آدمی آدھی رات کو بستر لے کر ایک دو تین ہو گیا، بھاگ گیا۔ حضرت ہنسے اور میزبان سے فرمایا کہ دیکھا آپ نے، یہ مخلص نہیں تھا۔

ایک دھوکہ باز مرید کا قصہ

اور ایک صاحب نے تو کمال ہی کر دیا۔ حضرت پر تاب گڑھی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک معتقد آیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ سے بڑا فیض ہو رہا ہے، بہت فائدہ ہو رہا ہے، میں تو بالکل اللہ والا ہو گیا ہوں، پھر کہا کہ حضرت! میں تو دبانا بہت اچھا جانتا ہوں۔ بس اس نے حضرت کو خوب دبایا،

پھر کہا کہ حضرت کروٹ لے لیجئے تو میں کمر بھی دبا دوں، اور واقعی اتنا عمدہ دبا یا کہ حضرت کو نیند آ گئی۔ جب حضرت سو گئے تو جیب میں جتنا پیسہ تھا، سارا ہدیہ سمیٹ کر لے گیا۔ جب حضرت اٹھے تو دیکھا کہ جیب صاف ہے حالانکہ وہ پیسہ حضرت اپنے مریدین، دوستوں ہی پر خرچ کرتے تھے، کوئی عالم آ گیا تو اس کی جیب میں چپکے سے دس روپے رکھ دیئے کہ تمہارے لئے ہدیہ ہے، لو بھی کھانا کھالینا۔ اللہ والے اپنا مال اللہ پر خرچ کرتے ہیں اور اللہ کے لئے خرچ کرتے ہیں لیکن دیکھ لو کہ ایسے ظالم بھی ہوتے ہیں کہ شیخ کی جیب کاٹ لی، اس کو کوئی اور نہیں ملا، ایسوں کا کیا حال ہوگا۔

شیخ سے بدگمانی کرنے والا کبھی چین سے نہیں رہتا

بہر حال میں کہتا ہوں کہ وہ عبارت یاد کر لو جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں لکھی ہے کہ جب شیطان کسی کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس کے استاد اور دینی مربی اور مشائخ اور بزرگانِ دین سے اس کو نفرت کرا دیتا ہے، خاص کر اپنا مرشد جس سے انسان بیعت ہو۔ فرماتے ہیں مَنْ اَعْتَوَضَ عَلٰی شَيْخِهِ وَنَظَرَ اِلَيْهِ اَحْتِقَارًا لِّمَنْ يُفْلِحُ اَبَدًا جس نے اپنے شیخ پر اعتراض کیا اور اس کو حقیر سمجھا، یہ شخص کبھی فلاح نہیں پاسکتا، کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اس کی دنیا بھی بے چین رہے گی، پریشان رہے گی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کا جی چاہے آزما لے کہ جس نے اپنے مرشد اور شیخ کا دل دکھایا، زندگی بھر چین نہیں پایا، یہ اللہ کی طرف سے معاملہ ہوتا ہے، اس لئے شیخ کے معاملے میں ہمیشہ ہوشیار رہو۔ شیخ کے معاملہ میں کبھی شیطان کے چکر میں مت آؤ چاہے وہ ہمیں سوکھی روٹی کھلائے، چاہے کھانا نہ کھلائے، فاقہ کرائے، دل میں وسوسہ مت لاؤ۔ یہی سمجھو

کہ ہمارے لئے یہی مفید ہے۔ شیخ کسی سے زیادہ محبت سے مل لے تو کبھی بدگمانی مت کرو کہ دیکھو! ان لوگوں میں کیا خاص بات ہے کہ ان کے ساتھ اس قدر محبت ہے۔ شیطان ایسے موقع پر دل میں بدگمانی ڈالتا ہے۔ بس یہی سمجھو کہ میرے ساتھ شیخ جو معاملہ کرے وہی ٹھیک ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے چپاتی مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ کے ہاتھ میں رکھ دی اور سالن اس پر رکھ دیا، پلیٹ بھی نہیں تھی، اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ مولانا گنگوہی کو دیکھ رہے تھے کہ میرے مرید کونا گوار تو نہیں گذرا، ایسا امتحان لیا اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ مست ہو رہے تھے کہ واہ میرے شیخ! آپ کی کیا عنایت ہے۔ کتنا بڑا امتحان تھا کہ اتنے بڑے عالم کو ہاتھ پر روٹی دینا اور روٹی پر آلورکھ دینا، اس میں کتنی ذلت تھی لیکن حضرت حاجی صاحب نے امتحان لیا تھا کہ ان کے نفس میں بڑائی تو نہیں ہے۔

شیخ کی خدمت میں اپنی ہستی کو فنا کر دو

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے پوتے مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ جو بالاکوٹ میں سکھوں کی جنگ میں شہید ہوئے، وہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ سے بیعت ہو گئے۔ جب مرید ہو گئے تو سید احمد شہید رحمۃ اللہ جہاں جوتے اتارتے تھے اور جہاں لوگوں کے جوتے ہوتے تھے وہاں بیٹھتے تھے۔ یہ کون ہے؟ شاہ ولی اللہ کا پوتا، ان کی کتنی عزت تھی، دہلی میں جہاں سے گذرتے تھے لوگ احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے کہ شاہ ولی اللہ کا پوتا جا رہا ہے۔ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ نے کبھی نہیں سوچا کہ سید احمد صاحب رحمۃ اللہ ہم کو اندر نہیں بلاتے، اپنے پاس نہیں بٹھلاتے۔ اپنے شیخ سید احمد شہید رحمۃ اللہ کا جوتا لے کر پاکی کے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے، جب دہلی کی سڑکوں پر سید احمد شہید پاکی پر بیٹھ کر چلتے تھے تو ان کے مرید مولانا

اسلمیل شہید حضرت کی جوتیاں سر پر رکھ کر پیچھے دوڑتے تھے، اور جب نیند آتی تو شیخ کا جوتا ہی تکیہ بن جاتا تھا، جوتا سر کے نیچے رکھا اور سو گئے۔ اس طرح سے لوگوں نے اپنے نفس کو مٹایا ہے۔ جو مرید یہ چاہے کہ شیخ میرے آتے ہی کھڑا ہو جائے اور مجھے کہے کہ آئیے آئیے، بھی ان کے لئے تکیہ لاؤ، یہ لاؤ وہ لاؤ، تو سمجھ لو کہ یہ مرید مرید نہیں ہے، یہ تو عاشق جاہ ہے۔ دیکھو! خواجہ صاحب رحمۃ اللہ انگریزوں کے زمانے کے ڈپٹی کلکٹر تھے، کتنی عزت تھی مگر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ سے جب بیعت ہوئے تو ایک پرچہ لکھ کر بھیجا۔

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

اس کو کہتے ہیں لائق مرید۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ کو اللہ نے کتنی عزت دی، کتنا رعب تھا، کار اور بنگلے تمام آسائشیں تھیں لیکن اپنے شیخ، اپنے پیر سے کہتے ہیں کہ اے شیخ! آپ جیسے چاہیں میری تربیت فرمائیں، میری انا کو فنا کر دیں۔ یہ انا جو ہے، اسی سے شیطان برباد ہوا، اس نے کہا کہ میں بھی کچھ ہوں، اسی انا نے اس کو مار دیا۔ بس دعا کرو کہ اے خدا! ہمارے دلوں میں اور میرے دل میں میرے شیخ کی عظمت، ان کی بڑائی، ان کا احترام اور ان کی عزت عطا فرما۔

اپنے شیخ کا اکرام اور تو قیر عین دین ہے

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ نے تفسیر بیان القرآن کے حاشیہ میں اس آیت تَوَجَّوْا کُزَیْلٍ میں لکھا ہے کہ اے لوگو! میرے پیغمبر کی عزت کرو، حضرت لکھتے ہیں کہ اسی آیت سے مسئلہ ثابت ہوا کہ انسان کو اپنے مرشد اور شیخ کی عزت کرنی چاہیے۔ اس حاشیہ کا نام مسائل السلوک ہے، اس میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے شیخ کا اکرام اور تو قیر عین دین ہے۔

اب بتائیے! کیا بیان القرآن غلط ہو جائے گا، تفسیر بیان القرآن کا حاشیہ پیش کر رہا ہوں۔ حکیم الامت زیادہ عالم تھے یا اس زمانہ کے ہم لوگ زیادہ عالم ہیں۔ سوچو! حکیم الامت اتنے بڑے عالم قرآن پاک کی اس آیت سے مسئلہ سلوک بیان کر رہے ہیں کہ اے لوگو! میرے نبی کی عزت کرو، تو قیر معنی عزت دینا، عظمت دینا یہاں تک کہ میرے نبی کے سامنے زور سے بھی مت بولو:

﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾

(سورۃ الحجرات: آیہ ۲)

میرے نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند مت کرو، جیسے آپس میں ہا ہا باتیں کرتے ہو میرے پیغمبر کے سامنے ایسے زور سے باتیں مت کرو:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغْضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عَنَّا رَسُولِ اللَّهِ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلَهُمُ اللَّتَقُوى ط﴾

(سورۃ الحجرات: آیہ ۳)

جن لوگوں نے میرے نبی کے ادب و اکرام اور عظمت سے اپنی آواز کو پست کر لیا تو میں نے اس ادب کی برکت سے ان کے قلوب کو اپنی دوستی کے لئے چن لیا، انتخاب کر لیا، سلیکشن (Selection) کر لیا۔ یہاں میں عرض کرتا ہوں کہ صحابہ کا یہ کیا عمل تھا جس کا یہ انعام ملا؟ تہجد نہیں، جہاد نہیں، صرف پیغمبر کے ادب پر یہ انعام ملا۔ تو استاد کا ادب، شیخ کا ادب اس راستہ کی روح ہے۔ میں خود اپنے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! مجھے میرے شیخ کا ادب، عظمت و اکرام ایسا نصیب فرما، میرے شیخ کو مجھ سے اتنا خوش کر دے کہ جو خوشی کی آخری سرحد ہے، جہاں سے آگے کوئی خوش نہیں ہے۔ دیکھئے! میں کتنا مانگتا ہوں کیونکہ نعمت ہے۔ اگر پیر خوش ہو جائے، اس کے دل اور جان مجھ سے

خوش رہیں تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جو لوگ مجھ سے دین سیکھتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ میں کیا مانگ رہا ہوں۔ میری دعا دوبارہ سن لو کہ میں یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ! مولانا شاہ ابراہیم صاحب، میرے پیر و مرشد کو مجھ سے اتنا خوش کر دے کہ جہاں خوشی کی آخری سرحد ہے، اس کے آگے خوشی کی حد ختم ہو جائے یعنی سب سے زیادہ خوش کر دے اور ان کی دعائیں مجھ کو نصیب فرما دے اور میری ذات سے ان کو کبھی کوئی اذیت نہ پہنچے۔ یہ میں اللہ سے مانگتا ہوں کیونکہ جس کا پیر اس سے خوش نہ رہا تو اس ظالم کا کیا حال ہے، اس کا کچھ حال نہیں۔

اہل اللہ کے قلوب میں انوار کا عالم

ارشاد فرمایا کہ آج جب ہم لوگ سندھ بلوچ سوسائٹی میں اللہ کا نام لے رہے تھے تو پوری سوسائٹی مجھے انوار سے بھری ہوئی معلوم ہوئی، یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ساری زمین پر اللہ کا نور برس رہا ہے اور بہت مزہ آ رہا تھا۔ یہ صرف آج ہی کی بات نہیں ہے جب بھی ہم لوگ وہاں جاتے ہیں، دعا کرتے ہیں تو دعا میں جی لگتا ہے، اور جب اللہ کا نام لیتے ہیں تو اس میں مزہ آتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اللہ نے اس علاقہ کو نور کا ٹکڑا بنا دیا ہے۔ اس لئے میرے دل سے یہ آواز آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں اولیائے صدیقین جمع فرمائے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے لا کر اس خانقاہ میں بڑے بڑے اولیاء اللہ جمع کر دے۔ وہاں کی بے سرو سامانی سے مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ اب یہاں اس کمرہ میں ہمیں مزہ نہیں آتا۔ چٹائی پر کھلے آسمان کے نیچے جو اللہ کا نام وہاں لینے کی توفیق ہوتی ہے، اس میں عجیب انوار و برکات محسوس ہوتے ہیں۔ اس لئے بتا دیا کہ یہ زمین ڈیڑھ سال سے ہم کو کھینچ رہی ہے، کتنی مرتبہ ہم نے میر صاحب سے کہا کہ اب یہ زمین نہیں لوں گا۔ کتنی دفعہ مظہر میاں سے کہا کہ

بیٹا! ہرگز مت لینا لیکن جب وہاں جاتا ہوں تو وہ زمین میرا پیڑ پکڑتی ہے، کہتی ہے خبردار! جانا مت۔ جو نعمت ملنے والی ہوتی ہے، اگر ہم کہیں بھی کہ ہم نہیں لیں گے تو بھی اللہ میاں عطا فرمادیں گے۔ ہم نے اس زمین کو لینے سے انکار کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی الاٹمنٹ عطا فرمادیا۔ اس کے چیز زمین اور جنرل سیکریٹری جن کی ہم خوشامد کر رہے تھے، انہیں اللہ نے ہمارے دروازے پر بھیج دیا۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح آپ چاہیں الاٹمنٹ لیجیے، ہم دستخط کرتے ہیں۔ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرے دل کی کیفیت وہاں کچھ تیز ہو جاتی ہے، اس زمین پر کوئی خاص بات ہے اور مجھے وہ زمین عزیز تر ہے جس زمین پر ہمیں اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود

کہ مرا با تو سر و سودا بود

مجھے دونوں جہان میں وہ زمین پسند ہے جہاں ہمارا اللہ کے ساتھ سودا ہو جائے یعنی میرا سر ہو اور اللہ کی محبت ہو۔ ”سر و سودا“ ایک اصطلاح اور محاورہ ہے کہ ہمارا سر ہو اور اللہ سے اس کا سودا ہو رہا ہو یعنی اللہ کی محبت کے ہاتھ پر ہم اپنا سر بیچ رہے ہوں۔ سودا کے دوسرے معنی عشق کے بھی آتے ہیں کہ ہمارا سر اللہ تعالیٰ کے نام پاک پر، ان کے عشق و محبت پر پک جائے، اور سودا کے معنی مبینی گجراتی میں معاملہ کو کہتے ہیں کہ بھی اب ہمارا سودا ہو گیا۔ تو ہمارے سر کا سودا اللہ سے ہو جائے کہ ہم اپنا سر آپ کو مفت میں دیتے ہیں، اور یہ آپ ہی کے احسانات ہیں، یہ سر آپ ہی نے تو دیا ہے، اگر ہم نے آپ کو دے دیا تو کیا احسان کیا، بلکہ آپ کا احسان ہوگا کہ ہمارا سر آپ قبول فرمائیں۔

بہر حال! بتا دیا کہ اس سوسائٹی کی زمین مجھے عزیز تر ہے اور کیوں

عزیز تر ہے؟ کیوں محبوب ہے؟ وہ زمین کیوں پیاری ہے؟ کیونکہ وہاں جا کر

مجھے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ توفیق تو یہاں بھی ہوتی ہے لیکن وہاں کی کیفیت خاص ہوتی ہے۔ یہ راز آپ کو بتا رہا ہوں کہ میرا دل اس سوسائٹی میں بہت زیادہ لگ رہا ہے۔ وہ زمین مجھ کو کھینچتی ہے، خدائے تعالیٰ وہ دن لائے جب وہاں خانقاہ میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنیں ہوں اور ہر حجرہ میں ایک قرآن شریف، ایک مصلیٰ، ایک مناجاتِ مقبول اور ایک تسبیح ہو، ایک ایک حجرہ ایک ایک شخص کو دیا جائے کیونکہ جہاں دو آدمی ٹھہریں گے تو بات چیت شروع کر دیں گے، گپ شپ لگائیں گے اور جب آدمی اکیلا ہوتا ہے تو اللہ سے رو رہا ہے اور کسی دوسرے کو خبر بھی نہیں ہوتی، دوسرا دوسرے کمرے میں رو رہا ہو، اس کے آنسوؤں کو کوئی نہ دیکھے کیونکہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اللہ کی محبت یا خوف سے نکلنے والے وہ آنسو جس کو کوئی نہ دیکھے، صرف اللہ دیکھ لے تو قیامت کے دن اس کو اللہ کے عرش کا سایہ ملے گا۔ اس لئے ہم اپنے دوستوں کے آنسوؤں کی قیمت کو کیوں خراب کریں۔ اگر دو آدمی ایک حجرے میں رہیں گے، کبھی روئے تو ایک دوسرے کو دیکھ لیں گے، آنسوؤں کی قیمت گر جائے گی۔ روایت میں آتا ہے کہ ذِکْرُ اللّٰہِ خَالِیًّا۔ پھر کوئی عشرہ کے لئے، کوئی چلہ کے لئے، کوئی دو روزہ سہ روزہ کے لئے آ رہا ہے، سب کے لئے الگ الگ حجرہ ہو اور اس میں قرآن شریف تلاوت کرو، مناجاتِ مقبول پڑھو، تسبیح پڑھو، جو ذکر بتا دیا وہ کرو۔ دعا ہے کہ اللہ پاک جلد وہ دن لائے۔



اللہ والوں کی صحبت میں ہر قسم کے روحانی کینسر کا علاج ہو جاتا ہے

ایماں چو سلامت بہ لب گور بریم احسنت بریں چستی و چالاکی ما
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں ایمان کو سلامتی سے قبر میں
لے جاؤں گا، خاتمہ ایمان پر ہو جائے گا تب میں اپنی عبادت پر خوشی مناؤں گا، ابھی تو کچھ نہیں معلوم کہ
خاتمہ کیسا ہونا ہے؟ حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ نہ جانے قیامت کے
دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا؟ اور فرماتے تھے کہ جہاں اہل جنت جوتیاں اتاریں گے اگر اشرف علی کو
ان کی جوتیوں میں جگہ مل جائے گی تو میں اس کو غنیمت سمجھوں گا اور اس کا بھی مجھے استحقاق نہیں بلکہ یہ
اس لئے ہے کہ دوزخ کا ٹھل نہیں آہ! بڑے بڑوں کا تو یہ حال ہے اور ہم چند رکعت پڑھ کے انتظار و جی
کرتے ہیں کہ اب تو ہم فرشتے ہو گئے۔ بندہ جب اپنی نظر میں بُرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں
بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرا ہوتا ہے۔ اس لئے دوستو!
کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے یہ دو جملے کہہ لیا کرو کہ اے خدا! میں سارے مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال
اور سارے کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المال کہ معلوم نہیں خاتمہ کیسا ہونا ہے؟ ان شاء اللہ
ان دو جملوں کی برکت سے آپ کے تکبر کے جراثیم مردہ ہو جائیں گے اور خاتمہ اس حالت میں ہوگا
کہ آپ کا قلب تکبر سے پاک ہوگا۔ تکبر کے ساتھ جو مرے گا تو جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، چاہے
ایک لاکھ حج کرے، ایک لاکھ عمرہ کرے، ایک لاکھ نفلیں روزانہ پڑھتا ہو۔ اس لئے اسی مرض کو نکالنے
کے لئے بزرگوں کا دامن پکڑا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تکبر کے ایٹم بم کے ڈسپوزل ایکسپرٹ ہیں، اسکوڈ
نہیں ہیں کیونکہ اسکوڈ میں تو کئی پولیس والے ہوتے ہیں، بس ایک شیخ کے سامنے رہو، اس کی صحبت ہی
سے تکبر کے جراثیم مرجائیں گے۔ اگر شملہ پہاڑی پر جڑی بوٹیوں کی خوشبو سے ٹی بی کا زخم اچھا ہو سکتا ہے
تو اللہ والوں کے ماحول میں رہنے سے غفلت کا کینسر، تکبر کا کینسر کیوں نہیں اچھا ہوگا؟ لہذا جو شخص
یہ چاہے کہ مجھے تکبر کی بیماری، ریا کی بیماری اور سوء خاتمہ کی بیماری کے خطرناک جراثیم سے نجات مل جائے
اس کو اہل اللہ کی صحبت میں اور بزرگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے۔ (ازمواظ آخر نمبر ۱۵؛ کیف آہ و فغاں)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب ادارہ ہذا سے بلامعاوضہ تحفہ تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے